فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: حدیث: ''سب سے پہلے میری امت میں میری سنت کو تبدیل کرنے والا بنوامیہ کا آدمی ہوگا۔'' کی تخریج وتحقیق درکار ہے!

جواب: ابوالعالیہ رفیع بن مہران رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

لَمَّا كَانَ زَمَنُ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بِالشَّامِ غَزَا النَّاسُ فَغَنِمُوا وَكَانَتْ فِي غَنَائِمِهِمْ جَارِيَةٌ نَفِيسَةٌ فَصَارَتْ لِرَجُلٍ فِي قِسْمِهِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ يَزِيدُ فَانْتَزَعَهَا وَأَبُو ذَرٍّ يَوْمَئِذٍ بِالشَّامِ فَاسْتَعَانَ الرَّجُلُ بِأَبِي ذَرٍّ فَانْطَلَقَ مَعَهُ فَقَالَ: رُدَّ عَلَى الرَّجُلِ جَارِيَتَهُ فَتَلَكَّأَ يَزِيدُ فَقَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ فَعَلْتَ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُبَدِّلُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِّنْ بَنِي أُمَيَّةَ، ثُمَّ وَلّٰى فَلَحِقَهُ فَقَالَ: أُذَكِّرُكَ اللّٰهَ أَهُوَ أَنَا قَالَ: اَللّٰهُمَّ لَا، فَرَدَّ عَلَى الرَّجُلِ جَارِيَتَهُ.

''جب شام میں یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی حکومت تھی، تو لوگوں نے غزوہ کیا اور مال غنیمت حاصل کیا، مال غنیمت میں ایک خوبصورت لونڈی تھی، جو ایک شخص کے حصہ میں آئی۔ یزید رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی طرف پیغام بھیج کر وہ لونڈی

ہتھیا لی۔ ان دنوں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بھی شام میں تھے۔ اس شخص نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مدد مانگی، تو ابو ذر رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ (یزید رضی اللہ عنہ کے پاس) گئے اور فرمایا: اس شخص کو اس کی لونڈی واپس کر دیجئے، یزید رضی اللہ عنہ نے ٹال مٹول کی، تو سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ ایسا ہی کر رہے ہیں، تو سن لیجئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''سب سے پہلے میری امت میں میری سنت کو بدلنے والا بنو امیہ کا ایک شخص ہوگا۔'' پھر سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے، یزید رضی اللہ عنہ بھی پیچھے ہو لیے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مل کر پوچھا: آپ کو اللہ کا واسطہ! کیا (بنو امیہ کے) اس شخص سے مراد میں ہوں؟ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً نہیں، تو یزید رضی اللہ عنہ نے وہ لونڈی اسی شخص کو واپس لوٹا دی۔''

(تاریخ ابن عساکر: 250/65)

سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں شام گئے تھے۔ (مستدرک حاکم: 5468، وسندہ حسن)، جبکہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں وفات پا چکے تھے۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمَعْرُوفُ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ كَانَ بِالشَّامِ زَمَنَ عُثْمَانَ وَعَلَيْهَا مُعَاوِيَةُ وَمَاتَ يَزِيدُ فِي زَمَنِ عُمَرَ وَلَا يُعْرَفُ لِأَبِي ذَرٍّ قُدُومُ الشَّامِ زَمَنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

''مشہور یہ ہے کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شام میں

تھے اور شام پر معاویہ رضی اللہ عنہ گورنر تھے۔ جبکہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہی وفات پا گئے تھے، نیز عہد عمر رضی اللہ عنہ میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کا شام میں تشریف لانا معروف و معلوم نہیں۔''

(التاريخ الأوسط: 45/1)

سوال: کیا بیوی نفلی روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر رکھ سکتی ہے؟

جواب: بیوی نفلی روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

''کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے۔''

(صحيح البخاري: 5195، صحيح مسلم: 1026)

❀ علامہ ابن عطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا يَحِلُّ لَهَا صَوْمُ التَّطَوُّعِ وَزَوْجُهَا حَاضِرٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے۔''

(العُدّة في شرح العُمدة: 874/2، التّوضيح لابن المُلَقّن: 367/13)

سوال: کیا ولی، نبی سے افضل ہو سکتا ہے؟

جواب: ولی، نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ سَلَفُ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتُهَا وَسَائِرُ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ أَفْضَلُ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ الَّذِينَ لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءِ .

''اسلاف امت، ائمہ ہدیٰ اور تمام اولیاء اللہ کا اتفاق و اجماع ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اولیائے کرام سے افضل ہیں۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 221/11)

سوال: عیدین کے لیے اذان اور اقامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: عیدین کے لیے اذان اور اقامت جائز نہیں، بدعت ہے۔

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ، غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ، بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی مرتبہ عیدین کی نماز ادا کی، اس میں نہ اذان تھی اور نہ اقامت۔''

(صحيح مسلم: 887)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحٰى .

''(عہد نبوی میں) عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے لیے اذان نہیں کہی جاتی تھی۔''

(صحيح البخاري: 960)

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ لِلْعِيدَيْنِ بِدْعَةٌ وَّمُحْدَثٌ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ عیدین کے لیے اذان اور اقامت کہنا بدعت ہے۔''

(فتح الباري لابن رجب : 447/8)

سوال: اگر مسافر کا کسی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو، آج کل کی کیفیت میں ہو، تو کب تک قصر کرے گا؟

جواب: مسافر کا کسی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو، آج جانا ہے، کل جانا ہے، کی صورت حال سے دوچار ہو، تو مدت مدید تک قصر کر سکتا ہے۔

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ العِلْمِ عَلٰى أَنَّ المُسَافِرَ يَقْصُرُ مَا لَمْ يُجْمِعْ إِقَامَةً، وَإِنْ أَتٰى عَلَيْهِ سِنُونَ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ مسافر جب تک ٹھہرنے کی نیت نہ کرے، قصر نماز ادا کرے گا، اگرچہ اسے سالوں بیت جائیں۔''

(سنن التِّرمذي، تحت الحديث : 548)

سوال: نوافل کے لیے اذان کا کیا حکم ہے؟

جواب: نوافل کے لیے اذان نہیں۔

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

إِجْمَاعُ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى أَنَّ النَّافِلَةَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَا أَذَانَ لَهَا .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ دن رات کے نوافل کیلئے کوئی اذان نہیں۔''

(شرح صحيح البخاري : 251/2، الاستذكار لابن عبد البر : 405/1)

سوال: پہلی وحی کیا نازل ہوئی؟

جواب: حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّوَابُ أَنَّ أَوَّلَ مَا أُنْزِلَ عَلَى الْإِطْلَاقِ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰه عَنْهَا وَأَمَّا ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَكَانَ نُزُولُهَا بَعْدَ فَتْرَةِ الْوَحْيِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي رِوَايَةِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ وَالدَّلَالَةُ صَرِيحَةٌ فِيهِ فِي مَوَاضِعَ مِنْهَا قَوْلُهُ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ إِلٰى أَنْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ وَمِنْهَا قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَ نِي بِحِرَاءٍ ثُمَّ قَالَ : فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ وَمِنْهَا قَوْلُهُ ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ يَعْنِي بَعْدَ فَتْرَتِهِ فَالصَّوَابُ أَنَّ أَوَّلَ مَا نَزَلَ ﴿اقْرَأْ﴾ وَأَنَّ أَوَّلَ مَا نَزَلَ بَعْدَ فَتْرَةِ الْوَحْيِ : ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ وَأَمَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ مِنَ الْمُفَسِّرِينَ أَوَّلُ مَا نَزَلَ الْفَاتِحَةُ فَبُطْلَانُهُ أَظْهَرُ مِنْ أَنْ يُذْكَرَ .

''درست بات یہ ہے کہ مطلق طور پر سب سے پہلے نازل ہونے والی وحی ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ ہے، جیسا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں اس کی صراحت موجود ہے۔ رہی سورت مدثر، تو یہ فترۃ الوحی کے بعد نازل ہوئی، جیسا کہ زہری عن ابی سلمہ عن جابر کی سند سے ایک روایت میں صراحت موجود ہے۔ اس میں محل استدلال کئی جگہ موجود ہے، مثلاً راوی کا قول: ''وہ فترۃ الوحی کے

متعلق بیان فرما رہے تھے...... کہ اللہ تعالیٰ نے سورت مدثر نازل کر دی۔'' اسی طرح نبی کریم ﷺ کا فرمان: اچانک میں نے وہی فرشتہ دیکھا، جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے سورت مدثر نازل کر دی۔'' اسی طرح راوی کا قول: ''پھر فترہ کے بعد وحی مسلسل جاری رہی۔'' اس لیے درست یہی ہے کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی وحی ﴿اقْرَأْ﴾ ہے اور فترۃ الوحی کے بعد نازل ہونے والی سب سے پہلی وحی سورت مدثر ہے۔ جن مفسرین نے یہ بات کہی ہے کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی وحی سورت فاتحہ ہے، تو اس کا بطلان بالکل واضح ہے۔''

(شرح مسلم: 207/2)

سوال: کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی قبر ''نجف'' میں ہے؟

جواب: حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مَا يَعْتَقِدُهُ كَثِيرٌ مِّنْ جَهَلَةِ الرَّوَافِضِ مِنْ أَنَّ قَبْرَهُ بِمَشْهَدِ النَّجَفِ، فَلَا دَلِيلَ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا أَصْلَ لَهُ .

''کئی جاہل روافض یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی قبر نجف میں ہے، یہ دعویٰ بے دلیل اور بے بنیاد ہے۔''

(البِداية والنّهاية :20/11)

سوال: تاویل کا کیا معنی ہے؟

جواب: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''تاویل سے تین مفہوم مراد لیے گئے ہیں؛ ① **متاخرین کی اصطلاح میں**

تاویل: اکثر متاخرین کی اصطلاح میں تاویل سے مراد ہے: لفظ کو کسی دلیل کی بنا پر راجح معنی سے مرجوح معنی کی طرف پھیرنا۔ ان متاخرین کی اصطلاح کے مطابق کسی لفظ کا وہ معنی، جو اس کی ظاہری مراد سے مطابقت رکھتا ہو، تاویل نہیں کہلائے گا۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''تاویل'' کے لفظ سے یہی مراد لیا ہے، نیز تمام نصوص کی ظاہری مدلول کے برعکس تاویلات ہیں، جنہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا تاویل کرنے والے جانتے ہیں۔ متاخرین میں سے بہت سے اہل علم یہ بھی کہتے ہیں کہ نصوص کو ان کے ظاہری معانی پر رکھا جائے گا، ان کا ظاہری معنی ہی مراد ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان نصوص کی ان مفاہیم کے علاوہ بھی تاویل ہے، جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ائمہ اربعہ وغیرہ کو ماننے والوں میں کئی نام نہاد اہل سنت اس متناقض مؤقف کا شکار ہو گئے ہیں۔ ② **جمہور مفسرین کے ہاں تاویل:** تاویل سے مراد کلام کی تفسیر ہے، چاہے ظاہری معنی کے موافق ہو یا نہ ہو۔ جمہور مفسرین وغیرہ کی اصطلاح میں اسے ہی تاویل کہتے ہیں۔ اس تاویل کو علم میں پختہ لوگ جانتے ہیں۔ یہ معنی ان سلف کے موافق ہے، جو اس فرمان باری تعالیٰ پر وقف کرنے کے قائل ہیں: ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ﴾ ''اس کی تاویل کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ لوگ جانتے ہیں، جو علم میں راسخ ہیں۔'' ③ **قرآن وسنت میں وارد تاویل:** تاویل سے مراد وہ حقیقت ہے، جس کی طرف کلام کو لوٹایا جاتا ہے، اگرچہ آپ اس کے ظاہری معنی سے واقف ہوں۔ پس جنت کے کھانے، پینے، لباس، نکاح اور وقوع

قیامت وغیرہ کے متعلق جو خبر دی گئی ہے، ان کی تاویل سے مراد ان میں پائے جانے والے حقائق ہیں، نہ کہ وہ معانی مراد ہیں، جنہیں ذہنوں میں تصور کیا جاتا ہے اور زبان سے ادا کیا جاتا ہے۔ لغت قرآن میں بھی تاویل سے یہی مراد ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے متعلق ذکر کیا: ﴿يَا أَبَتِ هٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا﴾(یوسف : ۱۰۰) ''ابا جان! یہی میرے خواب کی تاویل ہے، جسے میں نے (برسوں) پہلے دیکھا تھا، اسے میرے رب نے سچ کر دیا ہے۔'' اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِن قَبْلُ قَدْ جَاءَ تْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ﴾(الأعراف : ۵۳) ''یہ لوگ اس کے اخیر نتیجے کے منتظر ہیں، جس دن اس کا اخیر نتیجہ آئے گا، اس دن وہ لوگ، جو اسے پہلے سے بھولے ہوئے تھے، کہیں گے کہ یقیناً ہمارے رب کے پیغمبر حق لے کر آئے تھے۔'' نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾(النّساء : ۵۹) ''اگر کسی مسئلہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہو، یہ بہت بہتر ہے اور انجام کار کے اعتبار سے بہت اچھا ہے۔'' اس تاویل کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

(الفتوی الحِمویّۃ الکُبریٰ :1/287-290)

فائدہ:

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُتَأَوِّلَ لَا يَخْرُجُ مِنَ الْمِلَّةِ وَإِنْ أَخْطَأَ فِي تَأْوِيلِهِ .

''تاویل کرنے والا ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا، اگرچہ وہ تاویل میں خطا کر جائے۔'' (مَعالم السّنن : 295/4)

(سوال): کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کی تقلید کرتے تھے؟

(جواب): صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ تقلید کا مطلب ہے؛ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مقابلہ میں کسی اُمتی کی بات کو دین کا درجہ دینا۔ صحابہ کے لیے ایسا کرنا ہرگز ممکن نہیں تھا۔ تقلید مذموم ہے اور بالا جماع ضلالت ہے۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوۃ سے قتال کا ارادہ کیا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے علمی اختلاف کیا، بعد میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں رجوع کر لیا:

وَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ .

''اللہ کی قسم! اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کر دیا تھا، میں بھی جان گیا ہوں کہ یہی حق ہے۔''

(صحيح البخاري : 1400، صحيح مسلم : 20)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

يَا لِلّٰهِ الْعَجَبُ مِنْ عَالِمٍ يُقَلِّدُ دِينَهٗ إِمَامًا بِعَيْنِهٖ فِي كُلِّ مَا قَالَ مَعَ عِلْمِهٖ بِمَا يَرُدُّ عَلٰى مَذْهَبِ إِمَامِهٖ مِنَ النُّصُوصِ النَّبَوِيَّةِ .

''ہائے اللہ! اس عالم پر کتنا تعجب ہے، جو کسی معین امام کی ہر بات میں تقلید کرتا ہے، یہ جاننے کے بعد بھی کہ کئی احادیث نبویہ ﷺ اس کے امام کے مذہب کا رد کرتی ہیں!''(تَذکِرَۃ الحُفّاظ :18/1)

۴، جون،۲۰۲۰ء